150807 ـ حج کی ادائیگی مہر مقرر کیا گیا لیکن رخصتی کے بعد طلاق دے دی تو مہر کیسے ادا کیا جائیگا ؟

سوال

میں ایك عرب ملك سے تعلق رکھتا اور یورپ میں رہائش پذیر ہوں، میرا یورپین مسلمان لڑکی سے تعارف ہوا اور میں نے رمضان المبارك میں اس سے شادی کر لی، لڑکی نے بطور مہر حج پر جانے کا مطالبہ کیا، لیکن ہماری یہ شادی صرف دو یوم تك ہی رہی.
ہماری علیحدگی کا سبب یہ تھا کہ میں اس کی جنسی رغبت پوری نہیں کر سکا، کیونکہ میرے اندر اس کی درایت نہ تھی اور پھر جنسی ثقافت کی بھی کمی تھی، پہلی اور دوسری رات ہمارے درمیان جو کچھ ہوا بیوی نے وہ سب کچھ اپنے دوست و احباب کو بتا دیا، جب میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے مجھے گھر سے نکال باہر کیا، بعد میں انکشاف ہوا کہ وہ نہ تو رمضان میں روزے رکھتی تھی، بلکہ منگنی کے دوران اس کے ایك دوست سے تعلقات بھی قائم تھے اور اس سے زنا کی بھی مرتکب ہوئی ہے.
میرا سوال یہ ہے کہ آیا میرے لیے اسے اس کا مہر دینا جائز ہے ، یا کہ میں اسے حج کے اخراجات ادا کروں یا اس سے معاملہ میں تجاہل اختیار کر لوں، اس سلسلہ میں مجھے کوئی نصیحت فرمائیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اگر آپ نے بیوی کو رخصتی و دخول کے بعد طلاق دی ہے تو آپ کے لیے اسے پورا مہر دینا لازم ہے؛ جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تو تم ان سے جو فائدہ اٹھاؤ تو تم انہیں ان کے مقرر شدہ مہر ادا کرو .

اور ایك دوسرے مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

اور عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی سے ادا کر دو .

اور ایك مقام پر فرمان باری تعالی اس طرح ہے:

اور اگر تم كسى بيوى كى جگہ اور بيوى بدل كر لانے كا ارادہ كرو اور تم ان ميں سے كسى ايك كو خزانہ دے چكے ہو تو اس ميں سے كچھ بھى واپس نہ لو، كيا تم اسے بہتان لگا كر اور صريح گناہ كر كے لوگے، اور تم كيسے لو گے جب كہ تم ايك دوسرے سے صحبت كر چكے ہو وہ تم سے پختہ عہد لے چكى ہيں النساء (19 - 20).

مزيد تفصيل كے ليے آپ سوال نمبر (2378) كے جواب كا مطالعہ كريں.

دوم:

عورت سے شادى كا حج يا عمرہ بطور مہر مقرر كرنے ميں علماء كرام كا اختلاف پايا جاتا ہے، مالكى حضرات اسے جائز قرار ديتے ہيں، اس ليے اگر آپ كے ملك سے حج كے اخرجات ميں كوئى بڑا فرق نہيں يعنى سب كمپنياں تقريبا ايك ہى ريٹ ركھتى ہيں اور اس كے اخراجات معلوم ہيں تو آپ كے ليے اتنا خرچ بيوى كو دينا لازم ہے.

اور اگر اس ميں اچھا خاصہ فرق ہے تو پھر اس صورت ميں بيوى كو مہر مثل دينا ہوگا، يعنى آپ اسے اس كے علاقے كى عورتوں جتنا مہر ادا كريں گے.

سوم:

اس عورت نے رمضان المبارك ميں روزے نہ ركھ كر اور زنا (اگر زنا ثابت ہو جائے) كر كے جو گناہ كا ارتكاب كيا ہے يہ بہت بڑى فحاشى اور گناہ كبيرہ ہے، ليكن ايسا كرنے سے وہ حق مہر سے محروم نہيں ہو جائيگى، ايك شخص نے اپنى بيوى پر زنا كى تہمت لگائى تو لعان كے ذريعہ ان كے مابين علحيدگى كر دى گئى تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے فرمايا:

" تم دونوں كا حساب اللہ پر، تم دونوں ميں سے ايك جھوٹا ہے، اور تمہيں اس عورت پر كوئى راہ حاصل نہيں "

تو وہ شخص كہنے لگا: ميرا مال ؟

يعنى ميں نے اسے مہر ميں جو مال ادا كيا تھا وہ كہا جائيگا ؟

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" تمہيں كوئى مال نہيں ملےگا؛ اگر تم اپنى اس بات ميں سچے تھے تو يہ مال اس كى شرمگاہ حلال كرنے كى بنا پر تھا، اور اگر تم نے اس پر جھوٹا بہتان لگايا ہے تو يہ اور بھى زيادہ بعيد ہے "

صحيح بخارى حديث نمبر (5312) صحيح مسلم حديث نمبر (1493).

امام نووی رحمہ اللہ کی اس شرح میں لکھتے ہیں:

اس میں دخول و رخصتی سے مہر کے استقرار و جوب کی دلیل پائی جاتی ہے، اور جس مدخولہ عورت سے لعان کیا جائے اس کے لیے بھی مہر کی ادائیگی یہ دلیل بنتی ہے، ان دونوں مسئلوں پر علماء کرام متفق ہیں:

اس حدیث میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ: اگر عورت نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے گناہ کا اقرار بھی کر لیا تو بھی مہر ساقط نہیں ہوگا " انتہی

دیکھیں: شرح صحیح مسلم (10 / 126).

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان:

" تو یہ اس کے عوض میں ہے جو آپ نے اس کی شرمگاہ حلال کی ہے "

سے یہ نکلتا ہے کہ اگر لعان کرنے والی عورت لعان کے بعد اپنے آپ کو جھٹلا کر زنا کا اقرار بھی کر لے تو اس پر حد واجب ہوگی؛ لیکن اس سے اس کا مہر ساقط نہیں ہو جائیگا " انتہی

دیکھیں: فتح الباری (9 / 457).

چہارم:

اگر آپ نے ابھی اسی طلاق نہیں دی اور بیوی کا انحراف اور فحاشی آپ کے سامنے واضح ہوچکی ہے تو آپ طلاق دینے میں جلد بازی سے کام نہ لیں؛ بلکہ اس کی طلاق آپ اس پر موقوف کریں کہ وہ اپنے مہر سے دستبردار ہو جائے یعنی وہ خلع حاصل کرے.

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور تم انہیں اس لیے مت روکے رکھو کہ تم نے نہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو، مگر اس صورت میں کہ وہ واضح و کھلی بےحیائی کا ارتکاب کریں .

اور زناکاری واضح و کھلی بےحیائی و فحاشی ہے.

اس لیے اگر عورت زنا کا ارتکاب کرتی ہے تو خاوند کو بیوی پر تنگی کرنے کا حق حاصل ہے کہ وہ خاوند سے خلع

حاصل کرے، اور اسے ادا کردہ پورارمہر واپس حاصل کرے.

دیکھیں: تفسیر ابن کثیر (2 / 241) تفسیر السعدی (1 / 172).

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس لیے اگر بیوی واضح فحاشی و بے حیائی کا ارتکاب کرے تو خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ اس پر طلاق مت دے اور اس پر تنگی کرے تا کہ عورت خود فدیہ دے کر اپنی جان چھڑائے، امام احمد نے یہی بیان کیا ہے؛ کیونکہ عورت نے زنا کر کے خلع کا مطالبہ کیا ہے، اور نکاح کو خراب کرنے کی کوشش کی ہے؛ اس لیے خاوند کا ایسی بیوی کے ساتھ توبہ کیے بغیر رہنا ممکن نہیں، اور نہ ہی صرف زنا کے ساتھ مہر ساقط ہوتا ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (15 / 320).

پنجم:

جب تك دو عادل گواہوں یا پھر بیوی کی جانب سے صریح اعتراف کے ساتھ زنا کا ارتکاب ثابت نہ ہو جائے آپ اس عورت پر زنا کے ارتکاب کی تہمت نہیں لگا سکتے.

مزید آپ سوال نمبر (94893) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .